سیلاب......آزمائش یا عذاب؟

مقام فکر ہے۔ رمضان شریف رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ مگر ہم پر زلزلہ اور سیلاب اسی ماہِ مقدس میں آئے۔ کیا یہ امتحان تھا؟ ہم جانتے ہیں اہلِ ایمان کی نقد ایمان کو پرکھا بھی جاتا ہے۔ اگر اس امتحان کی بھٹی سے ہمارا ایمان کندن بن کر نکلا ہے تو الحمد للہ اور اگر اس کے بعد ہماری ایمانی کیفیت اس پستی میں جا گری ہے کہ اپنے اور غیر ہمیں امداد دیتے ہوئے بھی ہماری بددیانتی سے ڈرتے ہیں تو پھر یہ زلزلے اور سیلاب امتحانِ ایمان نہ تھے بلکہ عذاب تھے۔ فیصلہ آپ خود کرلیں۔ درِ توبہ کھلا ہے۔ اس وقت سے، اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں۔ توبہ کریں۔ عقائد باطلہ وخود ساختہ سے توبہ کریں اعمالِ صالحہ کی بساط بچھائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی قریب ہے۔ ﴿ان رحمة الله قريب من المحسنين﴾

ملت ابراہیمی علیہ السلام

حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں۔ اہل تشیع اپنے لئے ملت جعفریہ کا نام برتنے لگے ہیں۔ پہلے وہ کلمہ اسلام میں اپنا اضافہ کر چکے ہیں۔ وہ حرم مکہ وحرم مدینہ (حرمین شریفین) پر ایران میں اپنے تین حرم کا اضافہ کر چکے ہیں اور حج بیت اللہ کے ساتھ زیارات کو جزو حج بنا چکے ہیں۔ ان سب اضافوں پر ہم ان سے پوچھنے کی جسارت کریں کہ وحدتِ امت اور اتحاد بین المسلمین کی کون سی صورت باقی ہے؟ اسلام کے اساسی عقائد میں یہ اختلاف بھلا کس وحدت کی گنجائش باقی رہنے دیتا ہے؟ ہم ان کی ہر ادائے بیگانگی کو یگانگی پر محمول کرتے رہیں گے۔ لاگ کو لگاؤ کہتے رہیں گے مگر وہ کبھی فرصت پائیں تو ضرور غور کریں کہ وہ اسلام کی اساس بدل کر خود اپنے بارے میں کیا امیدیں رکھتے ہیں؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو ملتِ ابراہیمی ٹھہرایا اور وہ ملتِ جعفریہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حرم دو بنائے اور وہ پانچ بنا بیٹھے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو وہ کلمہ نہ پڑھایا جو وہ آج کل پڑھتے ہیں۔ کلمہ الگ، حرم الگ، ملت الگ تو وحدت کا نعرہ منافقت سے بڑھ کر کیا ہے؟ وہ روز بروز ایسی ایسی تراکیب ڈھالتے اور اپنے شیعہ ادب میں داخل کرتے ہیں جو اسلام کے ذخیرۂ ادب میں کبھی شامل نہ تھیں۔ کیا اتنے اضافے کر چکنے کے بعد بھی ان کا جی نہیں بھرا؟ وہ اپنے رکنِ اسلام تبرّیٰ کے تحت ازواج واصحاب نبیؐ کے متعلق جو رائے رکھتے ہیں ہم وہ جانتے ہوئے بھی ان سے رواداری کا معاملہ کرتے ہیں مگر وہ ہر ہر قدم پر امت سے علاحدگی پر ہی مصر رہتے ہیں کہاں کی امت اور کہاں کی وحدت؟